ڈاکٹر رخشندہ مراد
لیکچرار، شعبہ اردو، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز، اسلام آباد

اسلوب اور غیر افسانوی اسلوب کے عناصر

Dr Rakhshanda Murad

Lecturer, Department of Urdu, NUML, Islamabad.

Style and Stylistic Elements of Non-Fictional Prose

Effectiveness of any creative and literary writing is dependent on its style. However, generally its not discussed "What is style and how it is directly related to the writings". Critics are usually not focusing on the relationship of style with literary geners. In urdu literature and linguistics, stylistic researchers are rare. Researchers can not find any concrete definition on style and its elements at one place. In this research article it has been tried to discuss "What is style and what are the elements & kinds of styles with special reference in Urdu non-fiction prose. It has been tried to identify the main elements of non-fictional prose.

اسلوب:

اردو ادب کی ایک جدید اصطلاح ''اسلوب'' عربی زبان سے مشتق ہے اور انگریزی لفظ ''Style'' کے مترادف کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔ اردو کے ناقدینِ متقدمین کے یہاں اگرچہ یہ لفظ مروج معنوں میں نہیں لیا جاتا رہا تاہم طرز بیان، ڈھنگ، انداز بیان، روش، طریقہ ادا، پیرائیہ بیان، پرائیہ گفتار، جیسے الفاظ اسی مقصد اور معنی کے لیے استعمال ہوتے آئے

ہیں۔جدید دور، جدید تقاضے، جدید الفاظ اور جدید اصطلاحات کا استعمال ہر دور کا آئین رہا ہے۔''اسلوب'' کے بارے رابعہ سرفراز لکھتی ہیں:

اردو ادب میں ایک ادبی اصطلاح کے طور پر جو لفظ ان دنوں زیادہ رواج پذیر ہے اور جسے ایک مستند ادبی اصطلاح کا درجہ حاصل ہے۔وہ اسلوب ہے اب یہ لفظ ایک ادبی اصطلاح ہی نہیں تنقیدی موضوعات میں ایک جداگانہ فن کا درجہ رکھتا ہے۔اس سے اسلوبیات اور اسلوبیاتی لفظ بن گئے ہیں۔جو Style اور Stylistic کے فنی پہلوؤں سے متعلق مباحث کے ذیل میں آتے ہیں۔[۱]

اسلوب بحیثیت جدید ادبی اصطلاح کیا ہے؟ اور ادب کے حوالے سے اس کا اطلاق و استعمال کیا ہے؟ اس لیے لغوی اور اصطلاحی مفاہیم جانے بغیر''اسلوب'' پر بحث ممکن نہیں۔

قومی انگریزی اردو لغت میں لفظ''اسلوب'' Style کے معنی یوں بیان کیے گئے ہیں۔

- اسلوب وتحریر وتقریر (بلحاظ زبان)
- ادب میں موضوع سے زیادہ اسلوب پر زور دینے والا یا اس سے تعلق رکھنے والا۔
- کسی ادیب یا ادیبوں کے گروہ کا شناختی اسلوب۔
- فنون میں خارجی اسلوب۔
- روش یا انداز، کوئی مخصوص طرزِ ادا۔[۲]

''فرہنگ عامرہ'' میں لکھا ہے:

اسلوب: طریقہ، طرز، روش.....جمع: اسالیب[۳]

''فرہنگ آصفیہ'' میں درج ذیل ملتے جلتے معنی درج ہیں:

طرز، ڈھنگ، طریقہ وضع، انداز۔[۴]

''اردو انگلش ڈکشنری'' میں درج ذیل مفہوم درج ہے:

اسلوب: way, style, manner, mode, method.[۵]

''آ کمپری ہینسیو پرشین انگلش ڈکشنری'' میں یہ معنی درج ہیں:

Uslub: اسلوب: Order, arrangement, way, mode means, measure, manner, method, form figure.[۶]

''آ ڈیئر رعربیک ڈکشنری'' میں لکھا ہے:

Uslub: اسلوب: way, course, manner, style, method, length.[۷]

''انسائیکلوپیڈیا آف بریٹنیکا'' میں یوں وضاحت کی گئی ہے:

From styles always meant "style". The latin term was reserved entirely for discussions or writing and speaking and usually for

treatise on rhetoric, more over it seems to have implied, little more than style in sense of skill, or grace and of a manner sanctioned by a standard apparently and author or orator in the closing years of the Roman Empire 5th cen A.D.۸

”دی پینگوین ڈکشنری آف لٹریری ٹرمز اینڈ لٹریری تھیوری“ میں ”Style“ اسلوب کے معنی و مفہوم کو تفصیل سے درج کیا گیا ہے۔

The characteristic manner of expressions in prose or verse, how a particular writer says things. The analysis and assessment of style involves examination of a writer's choice of words, his figure of speech, the devices (rhetorical and other wise), the shape of his paragraphs are indeed of every conceivable aspect of his language and way in which he uses it. Style defines complete analysis or definition (Remy de Gourmont put the matter tersely when he said that defining style was like trying to put a sack of flour in a thimble) because it is the tone and voice of the writer himself; as peculiar to him as his laugh, his walk, his handwriting and expression on his face. The style, as Buffon put it, is the man."۹

کشافِ تنقیدی اصطلاحات میں ”اسلوب“ کی تعریف ان الفاظ میں درج ہے۔

اسلوب سے مراد کسی ادیب یا شاعر کا وہ طریقہ ادائے مطلب یا خیالات و جذبات کے اظہار و بیان کا وہ ڈھنگ ہے جو اس خاص صنف کی ادبی روایت میں مصنف کی اپنی انفرادیت کے مشمول سے وجود میں آتا ہے اور چونکہ مصنف کی انفرادیت کی تشکیل میں اس کا علم، کردار، تجربہ، مشاہدہ، افتادِ طبع، فلسفۂ حیات اور طرزِ فکر و احساس جیسے عوامل مل جل کر حصہ لیتے ہیں۔ اس لیے اسلوب کو مصنف کی شخصیت کا پرتو اور اس کی ذات کی کلید سمجھا جاتا ہے۔ ۱۰

اہل ادب نے ”اسلوب“ کے معنی و مفہوم کی وضاحت اپنے اپنے انداز، مخصوص طرز، ڈھنگ اور Sytle میں کی ہے مثلاً فرانسیسی نقاد بوفون Buffon کا یہ جملہ ”اسلوب“ (Style) کی وضاحت کے حوالے سے محاورے کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔

"Style is the man himself"

اس میں شک نہیں کہ مصنف کا اندازِ تحریر، طرز بیان اس کی شخصیت کا پرتو اور اس کا تعارف ہوتا ہے۔ تاہم غلام جیلانی اصغر نے موروثی (genetical) اور حیاتیاتی (biological) نقطۂ نظر سے اس تعلق کی وضاحت کی ہے۔ وہ یوں رقمطراز ہیں:

جس طرح ماں باپ کا ناک نقشہ بچے تک منتقل ہوتا ہے اس طرح ادیب کا اندازِ فکر، اس کا تخیل، اس کا

استدلال اس کے اسلوب میں منتقل ہوجاتا ہے۔اسی لیے بوفون کا یہ قول کہ اسٹائل شخصیت کا آئینہ دار ہوجاتا ہے۔صرف ادبی ہی نہیں حیاتیاتی سطح پر بھی صحیح ہے۔۱۱

یہ پوری کائنات قدرت کی تخلیق ہے اور اس پوری کائنات میں بہترین تخلیق انسان ہے۔قادرِ مطلق نے انسان کی تخلیق کو ''احسن تقویم'' کہا اور اپنی ذات کی پہچان کا ذریعہ قرار دیا تاکہ خالقِ کل کو جانا، پہچانا اور مانا جائے۔ڈاکٹر رشید امجد نے ''اسلوب'' کی وضاحت کے اسی وسیع کینوس کو مدِ نظر رکھا ہے۔لکھتے ہیں:

> اگر استعارے کی زبان میں بات کی جائے تو خدا ذات ہے اور کائنات اسلوب! یہاں میں نے اسلوب کو انکشافِ ذات اور اظہارِ ذات کے معنوں میں استعمال کیا ہے گویا اسلوب ذات اور شخصیت کا اظہار ہے۔۱۲

گویا مصنف کی ''صفاتِ ذاتی'' جب تحریر میں جھلک دینے لگیں تو وہ ''اسلوب'' ہے یعنی ''اسلوب مصنف کی شخصیت کا عکس ہے جو الفاظ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔اسلوب مصنف کے ذہنی اور جذباتی تجربے کا خارجی روپ ہے جس میں مصنف کی باطن اور نفس کی دنیا کی تصویر پوری طرح نمودار ہوگئی ہے اور مصنف کے تجربات الفاظ کی صورت میں جلوہ گر ہوئے ہیں۔یہ الفاظ ان تجربات میں یوں جذب ہوکر ظاہر ہوئے ہیں جس طرح شراب میں مستی، پھول میں رنگ اور خوشبو، غرض یہ کہ اسلوب تحریر کی کسی ایک صفت کا نام نہیں بلکہ اسلوب درحقیقت مصنف کی پوری ذات کا عکس اور اس کا مطالعہ ہے۔ ۱۳

اسلوب کی وضاحت کے ضمن میں سید عابد علی عابد رقم طراز ہیں:

> اسلوب سے مراد کسی لکھنے والے کا وہ انفرادی طرزِ نگارش ہے جس کی بناء پر وہ دوسرے لکھنے والوں سے ممیّز ہوجاتا ہے۔اس انفرادیت میں بہت سے عناصر شامل ہیں۔۱۴

ڈربی شاعر (Darby Shire) اپنی تصنیف (A Grammar of style) میں لکھتے ہیں:

> In the past many writers on style seem to have thought go it as a positive and rare quality in writing to which an author ought to aspire.۱۵

''ہر مصنف کی اچھی یا بری کسی نہ کسی نوع کی طرز ضرور ہوتی ہے۔یہ مصنف کے دماغ اور شخصیت کی مہر ہے۔'' (اے۔ سی۔وارد)

> "Stamp of thought and personality"۱۶

درج بالا تمام بحث کا حاصل یہ ہے کہ اسلوب کسی تحریر کی وہ ظاہری شکل ہے جو خاص ادبی صنف کی صورت میں وجود پذیر ہوتی ہے اور مصنف کے خیالات وجذبات ومشاہدات الفاظ کے ذریعے اس تحریر میں آشکار ہوتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ اسلوب مصنف کی باطنی اور خارجی زندگی کا مزاج آشنا ہوتا ہے اور دینائے اہلِ قلم میں انفرادیت کا باعث بھی۔اسلوب اگرچہ ایک شخصی تحریری صفت ہے لیکن بقول سید عابد علی عابد مختلف عناصر سے مل کر وجود پاتی ہے۔یعنی اسلوب تحریر کی ایک وحدتی صفت ہے جس کی تخلیق میں مختلف عناصر کارفرما ہوتے۔تلاش وجستجو یہ ہے کہ ''اسلوب کے عناصر'' کون سے ہیں؟

درج ذیل سطور میں اسلوب کے عناصر پر بحث موجود ہے۔

اسلوب کے عناصر:

''اسلوب'' ایک شخصی وحدتی صفت ہے۔ تاہم اس کی تخلیق میں مختلف عناصر کارفرما ہوتے ہیں۔ مثلاً ڈاکٹر سید عبداللہ لکھتے ہیں:

> سٹائل صرف خارجی خصائصِ تحریر کا نام نہیں بلکہ مصنف کی شخصیت کے داخلی نقوش، اس کا طرزِ مشاہدہ ہی نہیں بلکہ اس کا طرزِ احساس بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر مصنف کے زمانے اور اس کی قوم، بلکہ پوری تہذیب کے نقوش کا نام ہے۔ ۱۷

اسلوب تحریر کی ظاہری صورت یعنی الفاظ و عبارات کے دروبست ہی پر مبنی نہیں بلکہ مصنف کی مکمل شخصیت کے اثرات بھی اس پر مرتب ہوتے ہیں۔ یہ ہی نہیں بلکہ ایک تیسری چیز جو الفاظ و عبارات اور مصنف کی شخصی خصوصیات کے مساوی اسلوب کی تکمیل میں حصہ دار بنتی ہے۔ وہ اس کا زمانہ یعنی وہ عہد ہے جس میں مصنف رہ رہا ہوتا ہے۔ بقول ڈاکٹر گوپی چند نارنگ:

> اسلوب Style کوئی نیا لفظ نہیں ہے۔ مغربی تنقید میں یہ لفظ صدیوں سے رائج ہے۔ اردو میں اسلوب کا تصور نسبتاً نیا ہے۔ تاہم زبان و بیان انداز، اندازِ بیان، طرزِ بیان، طرزِ تحریر، لہجہ، رنگ، رنگِ سخن وغیرہ اصطلاحیں اسلوب یا اس سے ملتے جلتے معنی میں استعمال کی جاتی رہی ہیں۔ یعنی کسی بھی شاعر یا مصنف کے انداز بیان کے خصائص کیا ہیں۔ یا کسی صنف یا ہیئت میں کسی طرح کی زبان استعمال ہوتی ہے۔ یا کسی عہد میں زبان کیسی تھی اور اس کے خصائص کیا تھے وغیرہ۔ یہ سب اسلوب کے مباحث ہیں۔ ۱۸

چنانچہ درجہ بالا بحث سے ظاہر ہوا کہ اسلوب کی تشکیل و تعمیر میں درج ذیل تین عناصر و عوامل شامل ہوتے ہیں۔

۱۔ خارجی عنصر (تحریری شکل)

۲۔ داخلی عنصر (مصنف کی شخصیت شخصی خصوصیات)

۳۔ زمانہ/عہد کا اثر

ان عناصر پر بحث و تفصیل درج ذیل ہے۔

خارجی عنصر:

اسلوب ایک ایسی تحریری خصوصیت ہے جس میں تحریر کے خارجی عناصر مثلاً زبان، صرفی و نحوی قواعد، الفاظ کی ترتیب و آرائش وغیرہ شامل ہیں۔ جملوں کی ساخت اور علم بیان و بدیع کا استعمال نہ صرف تحریر کی آرائش و زیبائش میں اضافے کا باعث ہوتے ہیں بلکہ مصنف کے خیال اور ذہنی رجحان کی نمائندگی بھی کرتے ہیں۔ بقول ڈاکٹر سید عبداللہ:

> کسی نثر نگار پر تنقید کرتے وقت ہماری نظر پہلے خارجی عنصر یعنی تشبیہات و استعارات، تکیہ کلام اور فقروں کے الٹ پھیر، الفاظ کا انتخاب و پیراگراف کی نوعیت پر پڑتی ہے۔ پھر اس خارجی عنصر سے ہی داخلی عنصر کی تلاش کرتے ہیں۔ ۱۹

اسلوب کی خاصیت لفظوں کی ہنرکاری پر مبنی ہے...... اسلوب کی (معقولیت) ایسے ہی لفظوں کے انتخاب پر مبنی ہے جو

بہترین اور بے حد معتبر استعمال سے مناسب ترین خیالات کا متوازن ترین طریقہ سے اظہار پاتے ہیں...... اسلوب کی واجبیت اور معقولیت پر لوکس نے بہت زور دیا ہے۔ آرڈی بلیک بھی لوکس کا ہم خیال ہے۔

> Propriety of style stands opposed to vulgarism of low expressions, and to words and phrases, that would be less significant of the ideas which means to convey.۲۰

یعنی اسلوب کی ظاہری شکل وصورت بنانے میں الفاظ، جملے اور عبارات اہم ترین حیثیت رکھتے ہیں اور یہی اسلوب کا خارجی عنصر بھی قرار پاتے ہیں۔ بقول رابعہ سرفراز:

> الفاظ انسان کی شخصیت، رجحان اور ذہن ومزاج کے آئینہ دار ہوتے ہیں لکھنے والے نے جن لفظوں میں اپنا مفہوم ادا کیا ان کے تجزیاتی مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی افتادِ ذہنی کیا ہے؟ اور وہ کس مزاج کا آدمی ہے۔ اس کے بعد ہی بوفان Buffon کی اس بات کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ اسلوب خود انسان ہے۔۲۱

اسلوب کا خارجی عنصر الفاظ کے دروبست پر مبنی ہے کیونکہ مصنف اپنے سلسلہ خیال کو صورتِ تحریر بخشنے کے لیے اپنے تئیں جس قسم کے الفاظ، تراکیب، جملوں اور عبارات کی ساخت کے بارے میں سوچتا ہے ان سے نہ صرف اس کے خیال کی وضاحت ہوتی ہے بلکہ اس کے مزاج وصفات بھی آشکار ہوتے ہیں۔ غرض اسلوب میں الفاظ کے انتخاب کی معاملہ بندی اہمیت کی حامل ہے۔ بلکہ فصاحت وبلاغت، سلاست وشگفتگی اور تاثیر ودلکشی اچھے اور معتبر الفاظ کے چناؤ ہی سے ممکن ہے۔ اسی خارجی عنصر سے اسلوب کا ظاہری رنگ وروپ بنتا ہے اور سادگی، پرتکلف، خالصیت، قطعیت، ایجاز واختصار وغیرہ جیسی اسلوبیاتی خصوصیات پیدا ہوتی ہیں۔ اسی طرح اسلوب کی جمالیاتی صفات مثلاً موسیقیت شعریت، ترنم، نغمگی وغیرہ کا انحصار بھی خارجی عنصر پر ہے۔

اسلوب کا خارجی روپ درج ذیل سے وجود پاتا ہے۔

- الفاظ کا انتخاب ودروبست۔
- زبان کے صرفی ونحوی قواعد کی پابندی۔
- جملوں اور عبارات کی ترتیب وتنظیم۔
- علم بیان، علم بدیع اور علم عروض کا ماہرانہ استعمال۔

داخلی عنصر:

انسان بیک وقت دو دنیاؤں میں رہتا ہے۔ اول: ظاہر کی دنیا۔ دوم: باطن کی دنیا۔ ظاہر کی دنیا یعنی اس کی ظاہری شخصیت جو سب کے سامنے ہوتی ہے۔ دوسری اس کے باطن یعنی داخل کی دنیا ہے۔ جس میں دن رات خیالات موجزن رہتے ہیں۔ انسانی شخصیت ان دونوں دنیاؤں کے ملاپ اور امتزاج کا مرکب ہے۔ ڈاکٹر سید عبداللہ لکھتے ہیں:

> انسانی شخصیت میں صرف داخلی خصائص کا دخل نہیں ہوتا بلکہ اس میں خارجی خصائص کا دخل بھی ضروری ہوتا ہے۔ چنانچہ داخلی اور خارجی دونوں خصائص کے امتزاج سے Presonality بنتی ہے۔۲۲

چونکہ اسلوب انسانی شخصیت کا عکس ہے۔ اس لیے اس کی تعمیر و تکمیل میں انسان کی پوری شخصیت یعنی اس کا طرزِ خیال، طرزِ فکر، طرزِ مشاہدہ، پسند و ناپسند اور مزاج وغیرہ سب شامل ہیں۔ بقول رابعہ سرفراز:

> محض صرف و نحو کی پابندیوں اور معنی اور بیان کی خصوصیات کو مدنظر رکھنے سے اسلوب پیدا نہیں ہو سکتا۔ ہزاروں لکھنے والوں میں سے کسی ایک کو ہی یہ منصب ملتا ہے (کہ) وہ اپنے احساس کو دوسرے تک پہنچا دے۔ ورنہ اپنے افکار کو الفاظ کے قالب میں منتقل کر کے بھی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اظہار کا حق مکمل طور پر ادا نہیں کیا جا سکا۔۲۳

یہی وجہ ہے کہ ہر مصنف ایک منفرد اندازِ بیان اور منفرد اسلوب رکھتا ہے۔ وہ زندگی کو اپنے زاویۂ نگاہ سے دیکھتا ہے۔ چاہے وہ منفی ہو یا مثبت۔ اس کی داخلی صلاحیتیں احساسات اور جذبات اس کی تخلیقی صفات کو نکھارتی ہیں اور ادب انہی صلاحیتوں کی عملی تصویر ہے۔

شعر و سخن میں موسیقیت و نغمگی و سوز اگرچہ الفاظ کے انتخاب پر منحصر ہے لیکن شاعر اور مصنف کی داخلی کیفیات کو بے نقاب کرتی ہیں۔ ادیب اپنا مدعا بیان کرنے کے لیے مختلف پیرائے اظہار اختیار کرتا ہے۔ معاشرتی برائیوں اور اچھائیوں سے لے کر انسانی کمزوریوں اور حماقتوں کو بیان کرنے کے لیے کبھی طنز و مزاح اور کبھی سنجیدگی سے کام لیتا ہے اور کبھی مصنف خود اپنی ہی ذات کو ظرافت و بذلہ سنجی کا ہدف بنا کر معاشرے کو کوئی نیا پیغام دے رہا ہوتا ہے۔ مزاج کا جوشیلہ پن زورِ بیان کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ خوشی اور غمی کی لطیف کیفیات کبھی رجائیت اور کبھی سوز و گداز کی صورت میں ظاہر ہوتی ہیں۔ داخلی دنیا مصنف کی تحریر کے ظاہری روپ کو کیفیتی رنگ عطا کرتی ہے۔ تحریر کا ظاہری روپ اور کیفیتی رنگ مل کر مصنف کے انفرادی اسلوب کی تخلیق میں حصہ دار بنتے ہیں۔ ہر لکھنے والے کی داخلی دنیا دوسروں سے مختلف ہوتی ہے۔ اس لیے مصنف کی شخصیت کی داخلی کیفیات اس کے اسلوب کے کینوس کو ایک مخصوص رنگ عطا کرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جتنے لکھنے والے اتنے ہی رنگ کے اسلوب دیکھنے کو ملتے ہیں۔

کسی ادیب کے اسلوب بیان میں اس کی شخصیت پورے طور پر جھلکتی ہے اور اسلوب پر اثر انداز ہوتی ہے۔ مولانا شبلی کی تحریروں کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ ان کے رجحانات و میلانات، پسند و ناپسند اور ذہنی دنیا کی کیفیات کیسی تھیں۔ ان کی تحریریں ان کے جوشیلے پن کی غمازی کرتی ہیں اور ان کی تحریروں سے ان کی شخصیت کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ یہی حال حالی کا ہے......ادیب کے اس داخلی عنصر سے ہی خارجی عنصر بھی بنتا ہے۔ میر درد کی شاعری میں بڑا سوز ہے۔ سرسید کے بعض فقرے دو دو صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ فقرے ہی سرسید کی داخلی دنیا کی ترجمانی کرتے ہیں۔ [۲۴] بقول سید عابد علی عابد:

> اسلوب دراصل فکر و معنی اور ہیئت و صورت یا مافیہ و پیکر کے امتزاج سے پیدا ہوتا ہے۔۲۵

ڈاکٹر سید عبداللہ لکھتے ہیں:

> ایک لکھنے والے کی داخلی خصوصیات دوسرے سے الگ ہیں۔ یہ داخلی پہلو (یعنی مصنف کا ذہن، اس کا کریکٹر، اس کا مزاج، اس کا علم، رجحانِ طبع) بیان کے خارجی عناصر پر اثر ڈالے گا اور زبان میں الفاظ کا انتخاب ترتیب کا ایک ڈھنگ، یہ خالص داخلی محرک کا نتیجہ ہوگا۔۲۶

مختصراً یہ کہ اسلوب کا داخلی عنصر درج ذیل سے تشکیل پاتا ہے۔

- مصنف کی داخلی کیفیات (خوشی، غم، مایوسی، جوش، دھیما پن وغیرہ)
- مصنف کا کردا، مزاج، علم، مشاہد، رجحان طبع
- مصنف کی مکمل شخصیت (ظاہری اور باطنی) اسلوب کے خارجی روپ کے خدوخال کو متعین کرتی ہے۔

زمانے کا اثر:

مصنف جس عہد یا زمانے سے وابستہ ہوتا ہے اس میں رونما ہونے والے حالات و واقعات اس کی شخصیت کو کسی نہ کسی صورت میں متاثر کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ جو کچھ لکھتا ہے اس کی تحریر میں ان اثرات کی جھلک نظر آتی ہے۔ یہ اثرات رائج الوقت زبان و بیان کے تحریری انداز، معاشرتی حالات و مزاج اور سیاسی و اقتصادی حالات کے بیان کی صورت میں نظر آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان تحریروں کی ادبی حیثیت مسلم ہونے کے ساتھ ساتھ تاریخی اہمیت کو بھی تسلیم کیا جاتا ہے۔ بقول ڈاکٹر رشید امجد:

> کسی تخلیق کی عصری حیثیت کا تعین جن باتوں سے کیا جاتا ہے ان میں عصری معاشرتی مزاج کی عکاسی اور اسلوب برابر کی اہمیت رکھتے ہیں۔ اسلوب کسی چیز کو عصری تازگی کے ساتھ ساتھ تصدیقی پہچان بھی عطا کرتا ہے۔[۲۷]

ہر زمانہ اپنے دور کے لکھنے والوں کی انفرادی اور اجتماعی سوچ کو متاثر کرتا ہے۔ ان اثرات کا اظہار مصنفین کے یہاں الگ الگ رنگ میں ملتا ہے۔ مثلاً سرسید کی نثر میں ان کا زمانہ بول رہا ہے۔ ان کے دور میں عقل پرستی اور نیچرل ازم عام رجحان تھا۔ عقل پرستی اور عقل پسندی کا جو طوفان اٹھا اس کا رویہ یورپ میں بہت تھا۔ سرسید کے زمانے میں یہاں کے لوگوں نے بھی اس اثر کو قبول کیا۔ اس کے لیے ان کے دور کے ادیبوں کے یہاں استدلال، منطق، افادیت کا دور دورہ نظر آتا ہے۔ یہ اثر نہ صرف بات پر ہوا بلکہ بات کہنے کے انداز پر بھی ہوا۔ گویا ہر زمانے میں اس زمانے کے غالب افکار اور رنگ اس دور کے ادیبوں کی تحریروں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔[۲۸] ڈاکٹر اعجاز راہی لکھتے ہیں:

> خارج میں رونما ہونے والی تبدیلی ہی نئے زمانے کا تعین کرتی ہے اور نئے اسلوب کی بازیافت کا بار اٹھاتی ہے اور اسی طرح نیا زمانہ نئے اسلوب کے ہم رکاب اپنی شناخت کراتا ہے۔ یعنی اسلوب ہی وہ بنیادی شے ہے جو ایک زمانے کو دوسرے زمانے تک، ایک شے کو دوسری شے سے، ایک ادب پارے کو دوسرے سے الگ کرتا ہے۔[۲۹]

زمانہ درج ذیل صورتوں میں اسلوب پر اثرات مرتب کرتا ہے۔

۱۔ سیاسی، معاشی، معاشرتی، اصلاحی اور ادبی تحریکوں کی صورت میں۔

۲۔ روزمرہ استعمال ہونے والی زبان کی صورت میں۔

اسلوب کی اقسام:

بنیادی اعتبار سے ''اسلوب'' کو درج ذیل تین اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ شخصی اسلوب

۲۔ عہد کا اسلوب

۳۔ اصناف کا اسلوب

شخصی اسلوب:

شخصی اسلوب سے مراد ایسا اسلوب ہے جو مصنف کے طریقۂ اظہارِ مطلب، کسی ادبی صنف کی مروجہ روایت سے انحراف اور مصنف کی شخصی صفات کے تحریر پر اثر انداز ہونے سے وجود میں آتا ہے۔ ایسا مصنف مروجہ روایات کی من و عن پیروی کرنے کی بجائے اپنے اظہارِ بیان کے لیے نئے اسالیب متعارف کراتا ہے۔ جدت پسندی کا یہ رویہ اسے اپنے عہد کے لکھنے والوں میں الگ اور انفرادی شناخت عطا کرتا ہے۔ مصنف اپنی شخصی خصوصیات کی وجہ سے نئے رجحان، نئی روش اور نئی روایت کا معمار ہوتا ہے۔ ایسا شخصی اسلوب صرف اس مصنف ہی سے مخصوص ہوتا ہے۔ غالب کی نثر اور ڈپٹی نذیر احمد کی محاوراتی نثر شخصی اسلوب کے حوالے سے بہترین مثالیں ہیں۔

عہد کا اسلوب:

ہر عہد کا بھی اپنا ایک مخصوص اسلوب ہوتا ہے۔ یعنی ہر عہد کے لکھنے والوں کا شعور، بولنے کا انداز، سوچنے کا انداز اور معاشرے کا مجموعی مزاج اس عہد کا اجتماعی اسلوب بن جاتا ہے۔ بقول ڈاکٹر رشید امجد:

> اسلوب اپنے عہد کی پہچان ہے اور ایک عہد کو دوسرے عہد سے جدا کرتا ہے۔ اسلوب وہ مہر ہے جو خیال کی زبان اور عصر کا تعین کرتا ہے۔ گویا اسلوب خیال کو رائج الوقت ٹکسال کی مہر لگاتا ہے۔۳۰

ہر عہد کی زبان میں بہت سے نئے الفاظ شامل ہوتے ہیں اور بہت سے الفاظ خارج ہو کر متروک قرار پاتے ہیں۔ اگر کسی معاشرے میں علمی و ادبی، اقتصادی اور معاشرتی ترقی ہو رہی ہو تو زبان بھی ترقی کرتی ہے اور اگر معاشرہ زوال پذیر ہو تو زبان کی ترقی کی رفتار بھی سست ہو جاتی ہے۔ عہد کے اسلوب کے حوالے سے مغلیہ عہد کا اسلوب اور سرسید عہد کا اسلوب اچھی مثالیں ہیں۔

i- مغلیہ عہد بہت پر تکلف تھا۔ چنانچہ اس دور میں لکھی گئی نثر بھی پر تکلف پر تصنع اور مقفٰی و مسجع تھی۔ چنانچہ اس عہد کا مجموعی اسلوب پر تکلف ہے۔

ii- سرسید عہد میں معاشرتی اقدار زوال پذیر تھیں اس وجہ سے زبان و ادب اور اظہار بیان کی ادائیگی میں سادگی کی طرف توجہ دی گئی ہے۔ چنانچہ اس عہد کے اسلوب میں مجموعی طور پر مقصدیت، استدلالیت اور سادگی کے عناصر نمایاں ہیں۔

اسی طرح فورٹ ولیم کالج میں لکھا جانے والا حکایتی اسلوب اور مارشل لاء عہد کا علامتی اور مزاحمتی اسلوب بھی ''عہد کے اسلوب'' کی عمدہ مثالیں ہیں۔

اصناف کا اسلوب:

اس قسم کے اسلوب کا تعلق ادب کی تمام اصناف سے ہے۔ ان اصناف ادب میں شاعری اور نثر کی وہ تمام اقسام اور اصناف شامل ہیں جنھیں تخلیقی قرار دیا جاتا ہے۔ ہر صنف ادب اپنی مخصوص ہیئت، موضوع اور مزاج کی وجہ سے منفرد اسلوب کی

متقاضی ہوتی ہے۔ بقول ڈاکٹر سید عبداللہ:

> غزل میں اگر محبت کا مضمون ہے اور محبت کی کیفیت اگر مدِ نظر ہے تو اسلوب بیان اس کیفیت کے مطابق ہونا چاہیے۔ اگر کوئی مصنف یا شاعر افسردگی کی کیفیت میں خوشی کی بحریں، استعارے اور تشبیہیں غزل میں استعمال کرے تو وہ بے تکی اور پھیکی معلوم ہوں گی۔[۳۱]

شعری اصناف میں قصیدہ کا اسلوب، مرثیہ اور غزل سے مختلف ہوگا۔ اسی طرح افسانہ اور ناول کا اسلوب، انشائیہ، سوانح اور مضمون سے مختلف ہونا چاہیے۔

غیر افسانوی نثر کا اسلوب:

تخلیقی ادب کی شعری اور نثری اصناف کے اسلوب کے عناصر و عوامل وہی ہیں جن پر گزشتہ صفحات میں بحث کی گئی ہے۔ تاہم ہر صنف ادب کے اسلوب کی صفات و امتیازات کا تعین اس صنف کے مزاج اور ہیئت کی مناسبت سے ہی وجود پاتا ہے۔ یعنی ''اسلوب'' چاہے شعری اصناف کا ہو یا نثری اصناف کا اس کے بنیادی عناصر و عوامل، داخلی عنصر، خارجی عنصر اور عہد کا اثر ہی ہیں تاہم شاعری اور نثر کی ہیئت، مزاج اور تخلیق میں جو فرق ہے اس بناء پر دونوں کے اسالیب کے امتیازات ایک دوسرے سے مختلف ہوں گے۔ مثلاً شاعرانہ اسلوب ان بنیادی امتیازات و خصوصیات کا متقاضی ہوتا ہے: موزونیت، موسیقیت، ترنم اور نغمگی۔ دیگر اسلوبیاتی خصوصیات مثلاً سادگی، زورِ بیان، قطعیت، خالصیت، سوز و گداز، ظرافت اور ایجاز و اختصار وغیرہ شاعری اور نثری دونوں اصناف کے اسلوب کا حصہ ہوتی ہیں لیکن بقول سید عابد علی عابد: ''شعر کی سادگی اور نثر کی سادگی جدا نوعیت کی ہوتی ہے۔''[۳۲]

تاہم درج بالا امتیازات یعنی موزونیت، موسیقیت، ترنم اور نغمگی کے بغیر شاعرانہ اسلوب کی انفرادی حیثیت متعین نہیں کی جا سکتی۔ اسی طرح غیر افسانوی نثر، اپنی ہیئت، مزاج اور تخلیق کی بناء پر درج ذیل بنیادی صفات کا تقاضا کرتی ہے۔

۱۔ بیانیہ (Narrative)

غیر افسانوی نثر کی اصناف کا انداز بیانیہ ہوتا ہے اور ہونا بھی چاہیے کیونکہ اس میں واقعات، ترتیب و تسلسل کے ساتھ بیان کیے جاتے ہیں۔ مثلاً سوانح عمری، آپ بیتی، سفرنامہ وغیرہ۔

۲۔ توضیحی (Expository)

ایسا اندازِ تحریر جس میں موضوع سے متعلق وضاحت اور تفصیل ہو۔ مثلاً سفرنامہ، یادداشتیں، مضمون نویسی رپورتاژ وغیرہ۔

۳۔ استدلالی (Persuatory)

یہ ایسی نثری خصوصیت ہے جس میں کسی مسئلہ یا حقیقت کی وضاحت میں مدلل رویہ اختیار کیا جاتا ہے مثلاً مضمون نویسی اور مقالہ نگاری وغیرہ۔

۴۔ لفظیات (Diction)

نثر نگار اپنے مافی الضمیر کو صفحۂ قرطاس پر منتقل کرنے کے لیے جن الفاظ کا انتخاب کرتا ہے وہی اس کی لفظیات قرار پاتے ہیں۔ اسلوب کے تنوع میں لفظیات اہم ترین ہیں۔ نثر کے آسان اور مشکل، مفرس یا معرب، سادہ یا پُر تصنع، مانوس یا غیر مانوس

ہونے کا انحصار الفاظ کے انتخاب پر ہے۔ جنہیں مصنف نے اپنے اظہار کے لیے منتخب اور پسند کیا ہو۔

حوالہ جات:

۱۔ رابعہ سرفراز، اسلوب کیا ہے؟ مشمولہ تخلیقی ادب، شمارہ ۵، ۲۰۰۸ء، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگو یجز اسلام آباد، ص ۱۴۲

۲۔ Jamil Jalibi, Dr, Quami- English- Urdu Dictionary, 1982, P. no 1046

۳۔ محمد عبداللہ خویشگی، فرہنگ عامرہ، طبع اول، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد، جون ۱۹۸۹ء، ص ۳۶

۴۔ سید احمد دہلوی، مولوی، فرہنگ آصفیہ، ص ۱۲۰

۵۔ Urdu English Dictionary (Revised Edition) Ferozsons (Pvt) Ltd, P.no 52

۶۔ F. Steingass, A Comprehensive Persian English Dictionary, Oriental Book, Reprint Corporation First Indian Edition, 1972, P.no 128

۷۔ F. Steingass, A Dearner Arbic English Dictionary Asian Publishers, 1978, P.no 130

۸۔ Encyclopedia of Britanica: University of Chicago U.S.A. Vol: 17, 15th Edition 1976, P.No. 135

۹۔ The Penguin Dictionary of LIterary terms and Literary Theory. (Fourth Edition) The Estate of J.A Cuddon, 1998, P. No. 872

۱۰۔ ابوالاعجاز حفیظ صدیقی، کشاف تنقیدی اصطلاحات، ص ۱۳

۱۱۔ غلام جیلانی اصغر، سوال یہ ہے، مشمولہ اوراق، لاہور، شمارہ ۴، ۱۹۶۶ء، ص ۴۶-۴۵

۱۲۔ رشید امجد، ڈاکٹر، رویے اور شناختیں، مقبول اکیڈمی راولپنڈی، ۱۹۸۸ء، ص ۳۱

۱۳۔ سید عبداللہ، ڈاکٹر، اشارات تنقید، ص ۳۷۲-۳۷۱

۱۴۔ عابد علی عابد، سید، اسلوب، ص ۴۱

۱۵۔ طارق سعید، اسلوب اور اسلوبیات، ص ۱۷۳

۱۶۔ ایضاً، ص ۱۷۳

۱۷۔ سید عبداللہ، ڈاکٹر، اشارات تنقید، ص ۱۷۲
۱۸۔ گوپی چند نارنگ، ادبی تنقید اور اسلوبیات، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۹۱ء، ص ۱۴
۱۹۔ سید عبداللہ، ڈاکٹر، طیف نثر، مرتب ڈاکٹر ممتاز منگلوری، لاہور اکیڈمی، ۱۹۹۴ء، ص ۳۰
۲۰۔ طارق سعید، اسلوب اور اسلوبیات، ص ۱۸۵
۲۱۔ رابعہ سرفراز، اسلوب کیا ہے؟، مشمولہ تخلیقی ادب، شمارہ ۵، ص ۱۴۸
۲۲۔ سید عبداللہ، طیف نثر، مرتب ڈاکٹر ممتاز منگلوری، ص ۳۲
۲۳۔ رابعہ سرفراز، اسلوب کیا ہے؟، مشمولہ تخلیقی ادب، شمارہ ۵، ص ۱۴۸
۲۴۔ سید عبداللہ، ڈاکٹر، طیف نثر، مرتب ڈاکٹر ممتاز منگلوری، ص ۳۰
۲۵۔ عابد علی عابد، سید، اسلوب، ص ۳۶
۲۶۔ سید عبداللہ، ڈاکٹر، اشارات تنقید، ص ۳۷۲
۲۷۔ رشید امجد، ڈاکٹر، رویے اور شناختیں، ص ۳۱
۲۸۔ سید عبداللہ، ڈاکٹر، طیف نثر، مرتب ڈاکٹر ممتاز منگلوری، ص ۳۰
۲۹۔ اعجاز راہی، ڈاکٹر، اردو افسانے میں اسلوب کا آہنگ، اشاعت اول، راولپنڈی، ریز پبلی کیشنز، جون ۲۰۰۳ء، ص ۱۲، ۱۳
۳۰۔ رشید امجد، ڈاکٹر، رویے اور شناختیں، ص ۳۱
۳۱۔ سید عبداللہ، ڈاکٹر، طیف غزل، مرتب ڈاکٹر ممتاز منگلوری، ص ۲۱
۳۲۔ عابد علی عابد، سید، اسلوب، ص ۱۸۹